© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

موجودہ جنگ تاریخِ عالم کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ ہولناک جنگ ہے۔ یہ صرف خشکی اور تری میں ہی نہیں لڑی جا رہی بلکہ فضائے آسمانی میں بھی ہنگامۂ جنگ و پیکار گرم ہے۔ آسمان سے آگ اور شعلوں کی بارش ہو رہی ہے اور لاکھوں انسان اس میں جل بھن کر خاکِ سیاہ ہو رہے ہیں۔ بڑے بڑے پُرشکوہ اور خوبصورت شہر آنکھوں دیکھتے کھنڈر بن گئے۔ آبادیاں ویرانیوں میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر کبھی آپ نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ لاکھوں سپاہی جو جنگ میں مارے جا رہے ہیں آخر وہ کونسا داعیہ ہے جو ان کو کشاں کشاں تباہی و بربادی کے اس ہولناک ترین میدان میں لیجا رہا ہے؟ کیا ان کو یقین ہے کہ یہ میدانِ جنگ سے صحیح سلامت لوٹ آئینگے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیا ان کو اس بات کا بھروسہ ہے کہ مرنے کے بعد جرنیلوں اور بڑے بڑے فوجی افسروں کے ساتھ ان لوگوں کے نام بھی تاریخ کے صفحات میں سنہری حرفوں میں لکھے جائینگے اور ان میں سے ہر فوجی کی سوانحعمری الگ الگ شائع ہو گی؟ پھر اگر یہ بھی نہیں تو کیا مسلمانوں کی طرح ان کو بھی اس بات کا اذعانِ کامل ہے کہ وہ جنگ میں شہید ہو کر سیدھے جنت میں جائینگے اور وہاں ان کو اس عمل کا پورا پورا صلہ ملیگا۔ زیادہ سے زیادہ آپ اہلِ مذاہب کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں لیکن اُس لامذہب روس کی نسبت کیا فرمائیگا جس کا ایک ایک مرد و زن اپنے ملک کی ایک ایک انچ زمین کے بچاؤ کیلئے اپنی تمام عیش و آرام کو تج دیکر اپنی جان کو آگ اور خون کے بہتے ہوئے سمندر میں غرق کر رہا ہے؟ اور پھر کسی مجبوری سے نہیں بلکہ دل کی پوری رضا و رغبت کے ساتھ۔ اچھا روس تو اپنے بچاؤ کیلئے ہی لڑ رہا ہے مگر جرمنی اور جاپان کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس کا ہر نوجوان عہدِ شباب کی لذت اندوزیوں سے بے نیاز ہو کر جنگ کے دوزخ میں کود رہا ہے۔ اور پھر اپنے ملک کی حفاظت کیلئے نہیں بلکہ دوسروں کے ملکوں کے ایک ایک چپۂ زمین پر قبضہ کرنے کیلئے جان کی بازی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لگائے ہوئے ہے" کہتے ہیں کہ جان دنیا کی عزیز ترین متاعِ گرانمایہ ہے۔ تو پھر آخر ان لاکھوں انسانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ہنسی خوشی اس سب سے زیادہ قیمتی پونجی کو ضائع کر رہے ہیں؟ انھیں اس کا بھی خیال نہیں آتا کہ یہ مر کھپ کے برابر ہو جائینگے تو ان کے بچوں کا حشر کیا ہو گا؟ اور ان کے گھر والے کس کے سہارے جئینگے؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ متحارب قوموں کے سپاہی جس غیر معمولی بہادری اور حیرت انگیز جانبازی سے لڑ رہے ہیں وہ تاریخ کا ایک عجیب وغریب واقعہ ہے۔ اور نرم نرم بستروں پر لیٹ کر موت کو بلاوا دینے والے اس پر جس قدر بھی حیرت کا اظہار کریں کم ہے۔

اس صورت حال کو دیکھ کر بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان یہ سوچنے لگے ہیں کہ اس جنگ نے تو مسلمانوں کے ان عظیم الشان کارناموں کو بھی ماند کر دیا ہے جس پر مسلمان ہمیشہ فخر کرتے رہے ہیں اور جو عرصہ دراز تک غیر مسلموں کیلئے بھی انتہائی حیرت و استعجاب کا سرمایہ بنے رہے ہیں۔ چند روز ہوئے ایک اعلیٰ تعلیمیافتہ دوست کہنے لگے کہ آج جبکہ روس کا ایک ایک سپاہی مذہب اور خدا کا منکر ہونے کے باوجود اپنی جان کی مطلق پروا نہیں کرتا بلکہ ملک اور وطن کیلئے اس کی جان جاتی بھی ہے تو وہ خوش ہو کر کہتا ہے۔ " شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم "

تو پھر مسلمان اپنی گذشتہ تاریخ کا حوالہ دیکر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا غزوۂ بدر و حنین میں غیر معمولی بہادری کا ظاہر کرنا ان کے مذہب کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے "

یہ ایک عام مغالطہ ہے جس میں ہمارے ان دوست کی طرح اور بھی بہتیرے حضرات مبتلا ہونگے لیکن ان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ محض بہادری سے کٹ مرنے کو کسی چیز کی صداقت کی دلیل نہیں کہا جاسکتا۔ بہادری کا دارومدار دل کی مضبوطی پر ہے۔ اور دل کی مضبوطی کا انحصار خیال کی پختگی پر ہے یہ خیال خواہ حق ہو یا باطل صحیح ہو یا غلط ہم جب کبھی تاریخ اسلام کے ان واقعات کو بیان کرتے ہیں تو اس سے مقصد صرف یہ دکھانا ہوتا ہے کہ قرونِ اولی کے مسلمان اپنے مذہب کے ایسے سچے جاں نثار تھے کہ انھوں نے اسکی حفاظت اور اس کا نام بلند کرنے کیلئے اپنی بے بضاعتی کا کوئی خیال نہیں کیا اور بے سروسامان ہونیکے باوجود وہ دنیا کی پر شوکت و حشمت قوموں سے ٹکرا گئے۔ یاد رکھئے! مسلمان کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصل طغرائے امتیاز یہ نہیں کہ وہ کس طرح لڑے۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ کیوں لڑے۔ اور انکی جنگ کا مقصد کیا تھا؟ قوم کیلئے لڑنا۔ وطن کی حفاظت کیلئے جان دیدینا۔ یا اپنی سوسائٹی کے عزت و وقار کیلئے سربکف ہوکر نکل پڑنا۔ یہ جذبہ کسی خاص نقطۂ نظر سے کتنا ہی عمدہ اور شریفانہ ہو لیکن مسلمان بہرحال جس مقصد عظیم و جلیل کے لئے لڑے وہ سب سے اہم اور اعلیٰ جذبہ ہے۔ یعنی محض اسلئے کہ خدا کا کلمہ بلند ہو۔ اور دنیا کے تمام انسان قومیت و وطنیت۔ رنگ و نسل اور زبان و کلچر کے تمام امتیازات کو توڑ کر ایک خدائے احکم الحاکمین کے بندے بن جائیں اور سب بھائی بھائی ہوکر امن و عافیت کی زندگی بسر کریں۔ افعال یکساں ہوتے ہیں لیکن محض نیتوں کے اختلاف سے ان کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ ایک شخص روپیہ پانی کی طرح بہا دیتا ہے مگر حظِ نفس کے لئے۔ اور دوسرا بھی اسی طرح فیاضی اور کشادہ دستی دکھاتا ہے لیکن خدمتِ خلق کے واسطے۔ دونوں کا عمل یکساں ہے لیکن اسکے باوجود ایک سوسائٹی کا مجرم ہے اور دوسرا اُس کے لئے باعثِ افتخار۔ پس مسلمانوں کی عظمت کا جو راز ہے وہ ان کی بہادری میں ہی نہیں بلکہ ایک بلند ترین شریف مقصد کیلئے جاں نثاری و فداکاری میں مضمر ہے۔ اس کا فیصلہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف یہ دیکھئے کہ آجکل کے فاتحین کا اپنے مفتوحین کے ساتھ کیا سلوک ہے اور دوسری جانب مسلمانوں نے اپنے مفتوحین کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے اسکا مطالعہ کیجئے۔

البتہ یہ واضح رہنا چاہئے کہ یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اسکا مقصد مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ سے متعلق ایک مغالطہ کو دور کرنا ہے۔ اب اگر کوئی صاحب یہ پوچھیں کہ آجکل کے مسلمانوں کی نسبت ہم کیونکر یقین کرلیں کہ وہ واقعی اپنی زندگی کا کوئی ایسا مقصد رکھتے ہیں جو دنیا کی تمام قوموں کے اپنے اپنے مقاصد سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ تمام قومیں تو اپنے اپنے مقصد کیلئے لڑ رہی ہیں لیکن مسلمان جن کو اپنے نصب العین حیات کی عظمت و جلالت کے مطابق سب سے زیادہ جاں فروشی دکھانی چاہئے تھی۔ اب بھی جمود و عطالت کی زندگی بسر کرنے کو بہادری کے ساتھ مرنے پر ترجیح دے رہے ہیں اور مستقبل کے آغوش میں مصائب و آفات کے جو طوفان بل کھا رہے ہیں ان سے یکقلم آنکھیں بند کئے ہوئے خوابِ غفلت میں یا پندار کی مئے دوشینہ کے نشہ میں سرمست ہیں۔ تو ہم برملا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اسکا کوئی جواب نہیں ہے۔ آج کا حال تو یہی ہے۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔

م

© rasailojaraid.com